اخبار احمدیہ

لاہور ۱۰ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ۳ بجے دوپہر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد کل باوجود ناسازی طبع کے حضور نے ایک گھنٹہ تک خواتین کے اجتماع میں تقریر فرمائی۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے تو الحمد حضرت مولوی شیر علی صاحب کو دو تین روز سے موسمی بخار اور متلی کی شکائت ہے۔ بظاہر کا اپریشن سے تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن نقاہت بہت ہے۔ احباب دعا کے صحت فرمائیں۔

نمبر ۴۸	۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء	۲۵ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ	۱۱ ماہ نبوت ۱۳۲۶ ہش	جلد ۱

خطبہ جمعہ

انبیاء کی جماعتیں بغیر عظیم الشان ابتلاؤں کے ترقی نہیں کیا کرتیں

ہر شخص جو اپنے اندر نیک تغیر پیدا نہیں کرتا وہ اس سلسلے سے ضرور نکالا جائیگا

خدا اپنی جماعت کو بچانے پر قادر ہے اور وہ ضرور اس کی حفاظت کریگا

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء بمقام رتن باغ لاہور

مرتبہ: مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسان کی عقل

کا اندازہ بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ خطیب کا رخ اپنے مخاطبوں کی طرف ہوتا ہے۔ لیکن آج جو لاوڈ سپیکر لگایا گیا ہے اس میں خطیب سے یہ خواہش کی گئی ہے۔ کہ وہ باہر کی طرف مونہہ کرکے بولے۔ اور اس کے تمام مخاطب مرد اور عورت اس کے بائیں کندھے کی طرف ہوں۔ لگانے والے کو پتہ تھا کہ لوگ اس طرف بیٹھے ہیں۔ اسے یہ بھی معلوم تھا۔ کہ خطیب کی آنکھیں اس کے ماتھے میں ہیں۔ کان میں نہیں۔ مگر نہ معلوم کس خیال سے اس نے اس طرح لاوڈ سپیکر لگا دیا ہے۔ کہ اگر میں ادھر مونہہ کرکے بولوں اور رجودھامل بلڈنگ کو مخاطب کروں تب تو اس کی غرض پوری ہوتی ہے ورنہ نہیں۔

مومن کی شان

یہ بھی ہے۔ کہ وہ ہوشیار ہونا چاہیئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ فرماتے صفّوا صفوفکم اپنی صفیں ٹھیک کرو۔ پھر آپ فرماتے کہ اگر تم نے اپنی صفیں ٹھیک نہ کیں۔ تو تمہارے دل ٹیڑھے ہوجائیں گے۔ دیکھو نظام کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا خیال رکھا ہے۔ کہ آپ نے یہ فیصلہ فرمادیا۔ کہ اگر تم نے

نظام کی پابندی

نہ کی۔ تو تمہارے دل ٹیڑھے ہوجائیں گے۔ یعنی تمہاری عقل کمزور ہوجائے گی۔ یہ سیدھی بات ہے کہ جو غلطی آنکھوں سے نظر آرہی ہو۔ اسے برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اردو میں بھی ضرب المثل ہے کہ "آنکھوں دیکھے مکھی نہیں کھائی جاتی"۔ جو غلطی صاف طور پر نظر آتی ہے۔ اگر اسے کوئی شخص برداشت کرلیتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کی عقل اور سمجھ کمزور ہے۔ اور جس کی عقل اور سمجھ کمزور ہو۔ وہ ہدایت کی بھی پروا نہیں کیا کرتا۔ اور یہ

نہایت خطرناک بات

ہے۔ پس چھوٹی چھوٹی چیزوں کو یہ کہہ کر نہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ یہ چھوٹی ہیں۔ بلکہ ہر کام میں نظام اور حسن انتظام کا خیال رکھنا چاہیئے۔

اسکے بعد میں دوستوں کو ۲ ایسے الہاموں کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو تین چار دن ہوئے مجھ پر نازل ہوئے ہیں۔ تین دن کی بات ہے کہ مجھے الہام ہوا کہ

انھم اناس یتطھرون

وہ ایک ایسا گروہ ہے جو تکلف سے نیکی ظاہر کرتا ہے یعنی وہ نیک تو نہیں۔ لیکن وہ دعوےٰ خیر کا دعوےٰ تقوےٰ کرتا ہے۔ یہ آیت قرآن کریم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے متعلق آتی ہے لوطؑ نے جب اپنی قوم کو مخاطب کیا اور انہیں شروع کیا۔ اور خدا تعالےٰ کا پیغام انہیں پہنچایا ان کو باہر سے آنے والے لوگوں پر ظلم کرنے اور تجارت میں دھوکا بازی کرنے سے کیا۔ تو قرآن کریم میں آتا ہے۔ انہوں نے حق سے حضرت لوط کے ماننے والوں کے متعلق کہا اناس یتطھرون یہ لوگ بڑے نیک بنتے ہیں مطلب یہ کہ نیک نہیں۔ مگر ہماری باتوں پر کرکے اپنی بڑائی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں میں سمجھتا ہوں اس الہام کا ظاہر انطباق ہندو یونین کے ان افسروں پر ہوتا ہے۔ جو بڑے انصاف کا دعوےٰ کرتے ہیں مگر صرا حتاً جھوٹ

ایڈیٹر: سردار روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی۔

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی اے ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ میں طبع کراکر نمبر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

نام لیتے ہیں۔

قادیان پر حملہ

ہوا۔ سارے اکابر گرفتار کئے گئے۔ ہماری مقدس درسگاہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار تھیں۔ ان پر قبضہ کر لیا گیا۔ مکانات لوٹ لئے گئے۔ جائدادیں اپنے قبضہ میں لے لی گئیں۔ اور ہندوؤں اور سکھوں کو ہمارے مکانات اور زمینوں پر بسا دیا گیا۔ اور احمدی ایک چھوٹی سی جگہ میں محصور ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اسی طرح دو سو سے زیادہ احمدی شہید کئے گئے۔ مگر ہندوستانی ریڈیو برابر یہ اعلان کرتا رہا۔ کہ ہمارے ذمہ دار افسر قادیان گئے ہیں۔ اور انہوں نے رپورٹ کی ہے۔ کہ یہاں کوئی فساد نہیں۔ پچھلے دنوں قادیان سے دوستوں نے لکھا کہ مس سارا بائی جو گاندھی جی کی نمائندہ تھیں یہاں آئی تھیں۔ اور انہوں نے حالات کو دیکھ کر تسلیم کر لیا ہے کہ

سرکاری رپورٹیں

بالکل غلط ہیں۔ اور احمدیوں کی باتیں درست ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ یہ عورت بڑی شریف اور باانصاف معلوم ہوتی ہے۔ مگر کل عزیز مرزا مظفر احمد نے سیالکوٹ سے اطلاع دی ہے۔ کہ لیڈی ماؤنٹ بیٹن یہاں تھیں۔ اور ان کے ساتھ مس سارا بائی بھی تھیں۔ ان سے قادیان کے حالات دریافت کئے گئے۔ تو انہوں نے کہا تم جانتے ہی ہو کہ احمدیوں کی رپورٹیں مبالغہ آمیز ہوتی ہیں۔ پھر جنرل تھمایا وہاں گئے۔ تو انہوں نے بھی احمدیوں کے سامنے کہہ دیا۔ کہ آپ لوگ جو کچھ کہتے ہیں بالکل درست ہے ہمارے افسروں نے غلط رپورٹیں کر کے ہمیں شرمندہ کیا ہے۔ مگر ہندوستانی ریڈیو پر جنرل تھمایا کی رپورٹ کی بناء پر یہ اعلان کیا گیا کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہوا۔ تو انھم اناس یتطھرون کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ ایک ایسی جماعت ہے جو منہ سے تو کہتی ہے کہ ہم سچ بولتے ہیں۔ مگر ہے بڑی کذاب۔ پس ایک تو اس الہام کا یہ مفہوم ہے۔ اور شاید ہمیں اس الہام کے ذریعہ اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ایسے افسروں کی باتوں پر تمہیں اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اس الہام کا ایک یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے۔ کہ

جماعت کے بعض دوست

اپنے فرائض ادا نہیں کرتے۔ وہ منہ سے کہتے ہیں ... وہ منہ سے تو کہتے ہیں ہماری جان دین کے لئے قربان ہے اور ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے مگر جب عمل کا وقت آتا ہے۔ اور قربانیوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ تو وہ کمزوری دکھاتے۔ اور کئی قسم کے بہانے بنانے لگتے ہیں"

دوسرا الہام

کل ہی ہوا۔ جو تہجد سے کچھ دیر پہلے مجھ پر نازل ہوا اس کے الفاظ یہ تھے کہ

ذالک تقدیر العزیز الرحیم

قادیان کے متعلق ہی میں دعا کر رہا تھا۔ کہ یکدم یہ الہام میری زبان پر جاری ہوا اور پھر کافی دیر تک جاری رہا۔ قرآن کریم میں یہ آیت تین دفعہ آئی ہے۔ مگر تینوں جگہ العزیز العلیم کے الفاظ آتے ہیں۔ لیکن جو الفاظ مجھ پر الہاماً نازل ہوئے۔ ان میں العزیز العلیم کی بجائے العزیز الرحیم کے الفاظ آتے ہیں۔ یعنی ذالک تقدیر العزیز الرحیم اس

الہام کے الفاظ

تو ظاہر ہی ہیں۔ اور عبارت میں بھی کوئی پیچیدگی نہیں۔ مگر چونکہ آیت کا سیاق وسباق بھی ایک نئے معنے پیدا کر دیا کرتا ہے۔ اس لئے میں نے قرآن کریم میں دیکھا کہ ذالک تقدیر العزیز العلیم کس سیاق وسباق میں آتا ہے۔ اس کے دیکھنے سے مجھے

ایک عجیب بات

معلوم ہوئی۔ جس کی طرف پہلے میرا ذہن نہیں گیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ذالک تقدیر العزیز العلیم قرآن کریم میں تین دفعہ آیا ہے۔ سورۂ انعام میں آیا ہے۔ سورۂ حٰم سجدہ میں آیا ہے اور سورۂ معارج میں آیا ہے۔ جب میں نے ان تینوں جگہوں کو ایک وقت میں دیکھا۔ تو مجھے یہ عجیب بات معلوم ہوئی کہ تینوں جگہ اس آیت سے پہلے

نظام عالم

کا ذکر آتا ہے۔ اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قانون کبھی بدلا نہیں کرتا۔ یہ تو خیر ایک نیا مضمون ہے۔ جسے کبھی ان آیتوں کی تفسیر کے وقت انشاء اللہ بیان کر دیا جائیگا سردست میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ پہلے میرا ذہن چونکہ اس آیت کے سیاق وسباق کی طرف نہیں گیا تھا۔ اس لئے انفرادی طور پر اس آیت کے جو معنے ذہن میں آسکتے تھے وہی آتے تھے مگر اب چونکہ مجھے تینوں مقامات ایک ہی وقت میں دیکھنے پڑے۔ اس لئے اس آیت کے ایک نئے معنے سامنے آ گئے جو زنجیر کی کڑیوں کی طرح سیاق وسباق کے ساتھ

نہائت گہرا تعلق

رکھتے تھے۔ اور ظاہر ہوتا تھا۔ اور تینوں مقامات میں ذالک تقدیر العزیز العلیم سے پہلے جو ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اور اس مضمون کے بعد یہ آیت نازل کی گئی ہے اس میں کیا حکمت ہے۔ درحقیقت یہ قرآن کریم کی صداقت کا ایک

بہت بڑا ثبوت

ہے۔ قرآن کریم کے متعلق لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں ترتیب نہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کی ترتیب اتنی واضح ہے۔ کہ بعض دفعہ دو دو چار چار سال کے وقفہ کے بعد آیات نازل ہوئی ہیں۔ مگر جب بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ سیاق وسباق کے لحاظ سے اس کا پہلی نازل شدہ آیات کے ساتھ

نہائت گہرا ربط

تھا۔ ایک ترتیب تو اس رنگ کی ہوتی ہے۔ کہ مثلاً یہ مضمون بیان کیا جائے کہ موسےٰ بھاگ کر فلسطین کی طرف آ گئے۔ یہ مضمون جب بھی بیان کیا جائیگا ہر شخص کہے گا کہ اس سے پہلے ضرور فرعون کا ذکر ہو گا۔ یہ واتفاقی ترتیب ہوتی ہے۔ جس میں کوئی خاص کمال نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کا کمال

اس بات میں ہے۔ کہ بعض دفعہ وہ عام الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ایسے الفاظ جن کے لاکھوں معنے لئے جا سکتے ہیں۔ مگر پھر وہ الفاظ جن آیات میں آتے ہیں۔ وہ سیاق وسباق سے تعلق رکھنے کی وجہ سے

ایک خاص مضمون

کی طرف اشارے کر رہے ہوتے ہیں۔ عام معنے اس جگہ مراد نہیں ہوتے۔ مثلاً ذالک تقدیر العزیز العلیم میں اللہ تعالےٰ کی تقدیر زمین کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔ آسمان کے متعلق بھی ہو سکتی ہے ... کی تجارت کے اچھا ہونے کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔ اس کی تجارت کے بگڑ جانے کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے بیٹے کے اچھا ہو جانے کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے بیٹے کے مر جانے کے متعلق بھی ہو سکتی ہے اس کی شادی ہو جانے کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔ اس کی شادی رک جانے کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔ اس کی بیوی کے مر جانے کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس کے لمبی دیر تک زندہ رہنے کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔

غرض دنیا کے

اربوں ارب افعال میں سے

گرم بستر اور کپڑوں کی فوری ضرورت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مشرقی پنجاب سے آنے والے مہاجرین کے لئے گرم کپڑے اور بستر مہیا کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔ احباب کو فوراً اس تحریک میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر کسی دوست کے پاس فالتو کپڑے نہ ہوں۔ تو وہ کپڑوں اور بستر کے لئے نقد روپیہ بھی بھیج سکتا ہے۔ اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

ضروری اعلان

بعض احباب اور جماعتیں اپنے چندوں کے چیک یا ڈرافٹ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے نام بھجوا دیتی ہیں۔ اس سے علاوہ تکلیف کے حضور کا از حد قیمتی وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ دعا کی تحریک تو خط میں اطلاع دینے پر بھی ہو جاتی ہے۔ اس لئے چیک اور ڈرافٹ بھجوانے والے دوست آگاہ رہیں۔ کہ آئندہ وہ ہر قسم کے چندہ کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ لاہور کے نام بھجوایا کریں۔

حصہ داران تجارتی کمپنی

جن لوگوں نے انڈو افریقن ایشین کمپنی (تجارتی کمپنی) میں حصہ لینے کے لئے درخواستیں دی ہوئی ہیں۔ وہ ۲۵ فیصدی رقم مزید بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے نام حصہ جات تقسیم کئے جا سکیں۔

خاکسار عبدالقادر واقف زندگی وکیل التجارت تحریک جدید

ہر فعل کے متعلق تقدیر ہو سکتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان تینوں مقامات میں جہاں بھی تقدیر کا ذکر کیا ہے ساتھ ہی نظام عالم کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ہمارا

ایک خاص قانون

دنیا میں جاری ہے۔ اس قانون کا ذکر کرنے کے بعد ذالک تقدیر العزیز الرحیم کے الفاظ استعمال کرنا بتاتا ہے۔ کہ گو یہاں عام الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مگر اس کے معنے عام نہیں۔ بلکہ اس جگہ وہی معنے مراد ہیں۔ جو سیاق و سباق کو ملحوظ رکھنے کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ایک خاص ترتیب مضامین میں ان الفاظ کا بیان کرنا اور متعدد مقامات پر ایک ہی مضمون کے بعد ان الفاظ کا ذکر کرنا بتاتا ہے۔ کہ قرآن کریم کے نازل کرنے والے خدا نے ہر لفظ کمال حکمت کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور جس مقام پر بھی کوئی آیت رکھی گئی ہے۔ وہ مقام اپنے مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے اسی آیت کا متقاضی تھا۔ اگر اس آیت کو الگ کر دیا جائے۔ تو تمام ترتیب بگڑ جائے۔ اور

قرآنی حسن

جاتا رہے۔ قرآن کریم کا کمال یہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ کوئی آیت پہلے سال نازل ہوئی۔ کوئی دوسرے سال نازل ہوئی۔ کوئی تیسرے سال نازل ہوئی۔ کوئی چوتھے سال نازل ہوئی۔ پھر بھی ان آیات کو جب اکٹھا دیکھا جاتا ہے۔ تو ہر آیت کا پہلی آیات کے ساتھ اور ہر سورۃ کا پہلی سورتوں کے ساتھ ایک گہرا ربط اور تعلق معلوم ہوتا ہے۔ یہ مقدرت یقیناً کسی انسان کو حاصل نہیں۔ اور نہ کوئی انسان اپنی قوت حافظہ کی مدد سے ایسا کر سکتا ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں وہ لوگ جن کو سارا قرآن کریم حفظ ہوتا ہے۔ اور جو دن رات قرآن کریم پڑھتے رہتے ہیں۔ ان کی بھی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ جب انہیں کہا جاتا ہے۔ حافظ صاحب ذرا فلاں آیت تو پڑھ کر سنائیں۔ تو وہ ایک دو رکوع پہلے سے تلاوت شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب انہیں کہا جائے۔ کہ یہ کیا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ میں شروع سے پڑھتا ہوں۔ درمیان میں وہ آیت بھی آجائیگی لیکن اکیلے کسی آیت کا پڑھنا مشکل ہے۔ حالانکہ ان کی ساری عمر قرآن پڑھنے اور پڑھانے میں گذری ہوتی ہے۔ یہ تو آیات کا حال ہے۔ اگر آیات کا مضمون ان سے دریافت کیا جائے۔ تو بہت ہی کم حفاظ بتانے کی استعداد رکھتے ہیں۔ اور اگر بتا دیں تو پھر انہیں یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ آیات کن مضامین کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

حافظ روشن علی صاحب مرحوم

جب تک زندہ رہے۔ میرا طریق یہ تھا۔ کہ جب بھی تقریر کے لئے نوٹ تیار کرتا۔ حافظ صاحب کو پاس بٹھا لیتا۔ اور کہتا کہ حافظ صاحب فلاں فلاں مضامین کی آیات بتاتے جائیں۔ میں نوٹ کرتا جاؤں گا۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ لاہور میں ہی میری تقریر تھی۔ میں قریباً دو گھنٹہ تک ان سے متعدد امور کے متعلق آیات دریافت کرتا رہا۔ جب پوچھ چکا اور ۱۵-۲۰ آیتیں انہوں نے لکھوا دیں۔ تو حافظ صاحب کہنے لگے آپ نے مجھ سے اتنا کام لیا ہے۔ اب یہ تو بتائیں۔ کہ آپ کا مضمون کیا ہے۔ اور ان آیات سے آپ کیا ثابت کریں گے۔ میں نے کہا یہ میں وہاں تقریر میں چل کر بتاؤنگا پہلے نہیں۔ تو باوجود آیتیں پوچھنے کے پھر بھی انسان کا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوتا۔ کہ ان آیات سے کیا استدلال کیا جائیگا۔ یا کس غرض کے لئے انہیں استعمال کیا جائے گا۔ جیسے میں نے ساری آیتیں حافظ صاحب سے پوچھیں۔ مگر حافظ صاحب نے بعد میں کہہ دیا۔ کہ مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں لگا۔ کہ آپ نے کیا مضمون بیان کرنا ہے۔ حالانکہ انہیں قرآن کریم حفظ تھا۔ اور رات دن حفظ قرآن ہی ان کا کام تھا۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی بے شک قرآن کریم حفظ تھا۔ مگر یہ علم کہ فلاں آیت کا ٹکڑا فلاں مقام پر رکھا جائے۔ اور فلاں ٹکڑا فلاں مقام پر۔ یہ علم انسانی طاقت سے بالا ہے۔ اور یقیناً

عالم الغیب ہستی

ہی ایسا کر سکتی تھی۔ اور اسی نے قرآن کریم کو یہ ترتیب بخشی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ قرآن کریم تیس پاروں میں پھیلا ہوا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ قرآنی آیات مختلف وقتوں میں نازل ہوئیں۔ پھر بھی ایک خاص ترتیب تمام آیات اور تمام سورتوں میں پائی جاتی ہے۔ اور جب کوئی خاص مضمون ایک جگہ بیان کرنے کے بعد کسی آیت کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو دوسری جگہ پر اگر پھر وہی مضمون بیان کرنا پڑا ہے۔ تو اسی آیت کو دہرا دیا گیا ہے۔ جیسے یہ آیت کہ ذالک تقدیر العزیز الرحیم۔ یہ ایک خاص مضمون کے بعد ہر مقام پر بیان ہوئی ہے۔ ایک مقام پر خدا تعالیٰ کا قانون جو نظام عالم کے متعلق ہے۔ اس کا ذکر کرنے اور

سورج اور چاند

کا ایک خاص حساب کے ماتحت چلنے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ذالک تقدیر العزیز الرحیم۔ دوسری جگہ پھر سورج کے ایک خاص مقصد کے لئے چلنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور پھر فرمایا گیا ہے۔ ذالک تقدیر العزیز الرحیم۔ تیسری جگہ بھی یہ ذکر ہے کہ آسمان پر ہم نے چاند ستارے خاص خاص کاموں کے لئے بنائے ہیں۔ اور پھر فرمایا ہے۔ ذالک تقدیر العزیز الرحیم گویا آسمانی قانون کے ایک خاص نہج پر جاری ہونے اور ایک خاص طریق پر رونما ہونے اور غیر متغیر طور پر نافذ العمل ہونے کا ذکر کر کے اسی آیت کو دہرا دیا گیا ہے۔ اس سے میں نے سمجھا۔ کہ اس جگہ تقدیر سے وہ تقدیر مراد ہے۔ جو اٹل قانون کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے اٹل قانون جو دنیا کی پیدائش اور زمین و آسمان کے خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب دنیا کی پیدائش کے اٹل قانونوں میں سے یا یوں کہو کہ انسانی پیدائش اور اسکی روحانی ترقی کے ساتھ تعلق رکھنے والے قانونوں میں سے

ایک قانون یہ ہے

جس کا قرآن کریم میں بھی اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ الا ان حزب الله هم الغالبون۔ یقیناً خدا تعالےٰ کی جماعتیں ہی غالب آیا کرتی ہیں۔ اسی طرح اس کا ایک یہ بھی قانون ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سچے نبیوں کی مخالفت کرنے والے چاہے عارضی طور پر کامیاب ہی کیوں نہ ہوں۔ آخر تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں۔ چونکہ میں اس وقت جماعت کے فتنوں اور قادیان کے متعلق دعا کر رہا تھا۔ میں نے یہ الہام اسی کے متعلق سمجھا۔ لیکن چونکہ تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ اچھی بھی اور بری بھی اس لئے ضروری تھا۔ کہ الہام میں ایسے الفاظ ہوتے۔ جن سے پتہ چلتا کہ وہ تقدیر جس کا الہام الٰہی میں ذکر کیا گیا ہے۔ اچھی ہوگی یا بری چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ذالک تقدیر العزیز الرحیم کہہ کر بتا دیا کہ یہ تقدیر جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ رحمت والی ہے خواہ بظاہر یہ تقدیر تمہیں کتنی ہی خلاف نظر آئے۔ تمہارے دلوں کو خواہ کتنی ہی تکلیف پہنچے۔ تمہارے دل خواہ تھرتھرا جائیں۔ متزلزل ہو جائیں اور گھبرا جائیں۔ پھر بھی

یاد رکھو

جو کچھ ہوا ہے۔ ایک ایسے قانون کے مطابق ہوا ہے جو کبھی ٹلا نہیں کرتا۔ اس لئے میں تمہارے احساسات کی پرواہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اگر میں تمہارے احساسات کی پرواہ کرتا تو میرا قانون ٹوٹ جاتا۔ جو کچھ میں کر سکتا تھا وہ یہ تھا کہ میرا قانون بھی جاری ہو جائے اور تمہارے لئے بھی رحمت کا ذریعہ بن جائے۔ چنانچہ میں نے ایسا کر دیا۔ ذالک تقدیر العزیز الرحیم۔ یہ ایک اٹل قانون تھا۔ اور اس کا جاری ہونا ضروری تھا۔ یہ

اٹل قانون یہی ہے

کہ انبیاء کی جماعتیں بغیر عظیم الشان ابتلاؤں کے ترقی نہیں کیا کرتیں۔ آج تک کوئی ایک نبی بھی دنیا میں ایسا نہیں گذرا۔ جس کی جماعت نے ہجرت نہ کی ہو۔ جسے ماریں نہ پڑی ہوں۔ جسے قتل نہ کیا گیا ہو۔ جسے صلیبوں پر نہ لٹکایا گیا ہو۔ اور جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول کے مطابق بعض دفعہ آروں سے نہ چیرا گیا ہو۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کے پاؤں رسیوں کے ساتھ اونٹوں سے باندھ دیئے جاتے۔ اور پھر ان اونٹوں کو مخالف اطراف میں دوڑا کر ان کو چیر دیا جاتا۔ اسی طرح عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر ان کو مارا جاتا۔ مال و اسباب اور جائیدادوں کا نقصان تو۔ تو ہ بھی انہیں پہنچا۔ ان کے مال لوٹے گئے۔ ان کی جائیدادوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور ان کا اسباب ان سے چھین لیا گیا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے۔ تو صحابہ رضو نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کس گھر میں ٹھہریں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ کہ میں کس گھر میں ٹھہروں گا۔ کیا میرے عزیزوں نے میرے لئے کوئی گھر چھوڑا ہے۔ تو دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی گھر بھی نہ رہا۔ اور

خدائی تقدیر

پوری ہوئی۔ اسی طرح ہم پر خدا تعالیٰ کی ایک اٹل تقدیر جاری ہوئی ہے۔ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ محض چندے دیکر وہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر لیں گے حالانکہ چندوں کا جو کچھ حال ہے۔ وہ میں ابھی بیان کروں گا۔ پھر بھی وہ سمجھتے تھے۔ کہ چند روپے دے کر وہ متقی اور خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہو جائیں گے۔ انہیں کوئی مزید قربانی نہیں کرنی پڑیگی وہ اس سلسلہ کو سلسلہ الٰہیہ نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ ایک ایسوسی ایشن سمجھتے تھے۔ ویسی ہی ایسوسی ایشن جیسے ریڈ کراس وغیرہ۔ حالانکہ نبیوں کی جماعتیں کبھی پیسے جانے۔ مٹائے جانے۔ اور ہر قسم کے دکھ اور عذاب دیئے جانے کے بغیر پنپ نہیں سکتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کی جماعتوں میں جو کیرکٹر اللہ تعالےٰ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ بغیر مار کے ان کا کچومر نکال دینے کے اور کسی طرح پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اس وقت ہی دیکھ لو۔ جماعت پر کتنا بڑا ابتلا آیا ہے۔ مگر پھر بھی یہ حالت ہے۔ کہ بعض لوگ یہاں آ کر چوریاں کرتے پھرتے ہیں۔ انہیں اتنا خیال نہیں آتا۔ کہ وہ گھروں سے نکالے گئے۔ جائیدادوں سے بے دخل کئے گئے۔ مال و املاک چھین لئے گئے۔ کسی کی ماں۔ کسی کی بہن۔ کسی کی لڑکی۔ اور کسی کے اور رشتہ دار مارے گئے۔ بعض لڑکیوں کو سکھ اغوا کر کے لے گئے۔ اور وہ اب سکھوں کے گھروں میں بیٹھی بدکاری کروا رہی ہیں۔ مگر اس عظیم الشان

ابتلا کے باوجود

دلوں میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا۔ اور بعض لوگ یہاں آ کر کسی کا سائیکل چرا لیتے ہیں۔ اور کسی کی کوئی چیز اٹھا لیتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ تمہیں ابھی کتنی اور لاٹھیاں کھانے کی ضرورت ہے۔ اگر انسان کے اندر ذرا بھی تقوےٰ اور ایمان ہو اور وہ پہلے ان گناہوں میں مبتلا رہ چکا ہو۔ تب بھی ان حالات کو دیکھ کر ہی اس کا دل ڈر جاتا ہے۔ کہ وہ تمام حالات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اصلاح کا خیال نہ کرے۔ اور گناہوں کی طرف قدم بڑھاتا رہے۔ پھر ابھی ایسے گندے لوگ بھی ہماری جماعت میں موجود ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ ہندو اور سکھ کا مال ہے۔ اسے چرانا یا اپنے استعمال میں لانا کوئی حرج کی بات نہیں۔ انہیں ذرا بھی خیال نہیں آتا۔ کہ جب ہم اپنے مال کے متعلق یہ پسند نہیں کرتے۔ کہ کوئی شخص اسے چرا کر لے جائے۔ بلکہ جو

کوئی شخص ہمارا مال چرا لیتا یا لوٹ لیتا ہے تو ہم اسے برا بھلا کہتے ہیں۔ تو اگر ہم خود دوسرے کا مال لوٹنے لگیں گے۔ تو یہ کونسی شرافت ہوگی۔ اس وقت ہم جس کوٹھی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ ہندوؤں کی ہے اور ہمیں

عارضی طور پر

رہائش کے لئے ملی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس نیک بخت کے گھر کی حفاظت کریں۔ جس کے مکان میں ہمیں سر چھپانے کو جگہ ملی ہے۔ اور اس کی چیزوں کی حفاظت کریں۔ نہ یہ کہ اسے ضائع کرنے لگ جائیں مگر بعض احمدیوں کے متعلق رپورٹ ملی ہے۔ کہ وہ ایک ہندو کے مکان میں ٹھہرے۔ تو اس کا مال اٹھا کر لے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ ایک ہندو کا مال ہے۔ اگر ہندو کا مال اٹھانا تمہارے لئے جائز ہے۔ تو مسلمان کا مال اٹھانا ہندو کے لئے کیوں جائز نہیں۔ آخر تمہارا مذہب اور ہے۔ اور اس کا مذہب اور ہے۔ اگر تم اختلاف مذہب کی وجہ سے دوسرے کا مال اٹھانا جائز سمجھتے ہو۔ تو اسی اختلاف مذہب کی وجہ سے وہ تمہارا مال کیوں نہیں اٹھا سکتا۔ تمہیں اس کے مال اٹھانے پر بھی کوئی شکوہ نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر جب وہ تمہارا مال اٹھاتا ہے۔ تو تم اعتراض کرتے ہو۔ اور جب تم خود اس کا مال اٹھاتے ہو۔ تو تمہیں کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ تمہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ دنیا میں وہ قانون جاری کرنا جس سے فساد کبھی مٹ نہیں سکتا۔ کیا یہ کسی شریف انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ اگر

معمولی سے معمولی شرافت

بھی کسی انسان کے اندر پائی جاتی ہو۔ تو وہ ایسے افعال کے ارتکاب سے بچتا ہے۔ جو فتنہ و فساد کو ہوا دینے والے ہوں۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں ایسے کمزور لوگ ابھی موجود ہیں۔ جو اس مصیبت کے زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ کی خشیت سے کام نہیں لیتے۔ حالانکہ چاہیئے تھا رات کو روتے روتے تمہاری آنکھیں سوج جاتیں۔ سجدے کرتے کرتے تمہارے ماتھے گھس جاتے۔ اور دعائیں کرتے کرتے تمہاری زبانیں خشک ہو جاتیں۔ مگر تمہاری حالت یہ ہے۔ کہ تم اس مصیبت میں بھی ہندو کا مال اٹھا لیتے ہو۔ اور جب ایک ہندو کا مال اٹھاتے ہو۔ تو ساتھ ہی کسی احمدی کا بھی اٹھا لیتے ہو۔ اس خیال سے کہ احمدی کا مال برکت والا ہے۔ شاید ہندو کے مال کے ساتھ مل کر وہ اسے پاک کر دیگا۔ جب تمہاری یہ حالت ہے۔ کہ تم خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث کس طرح ہو سکتے ہو۔ اور چوری کی عادت اختیار کرتے ہوئے یہ امید کس طرح رکھ سکتے ہو۔ کہ تمہیں خدا تعالےٰ

اپنا مقرب بنالیگا

جب کوئی شخص چور بنتا ہے۔ تو پھر وہ چوری سے رک نہیں سکتا جو شخص چور ہے اس نے اگر آج ایک ہندو کا مال چرایا ہے۔ تو کل وہ اپنے باپ کا مال چرائے گا۔ پرسوں وہ اپنی ماں کا مال چرائیگا۔ اترسوں وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کے ہاں ڈاکہ ڈالیگا کیونکہ اسے چوری کی عادت ہوگی۔ اور یہ عادت اسے مجبور کرے گی۔ کہ کسی نہ کسی کے ہاں ضرور چوری کرے۔ مثل مشہور ہے کہ دو چار دن کسی چور کو چوری کا موقع نہ ملے۔ تو وہ اپنی عادت پوری کرنے کے لئے ایک جیب سے چیزیں نکال کر دوسری جیب میں ڈالنی شروع کر دیتا ہے۔ پس یہ

ایک خطرناک عیب

ہے۔ جو ہماری جماعت کے افراد کو جلد سے جلد دور کرنا چاہیئے۔ اسی طرح زمینداروں کے متعلق جنہیں مختلف جگہوں میں بسانے کے لئے بھجوایا جاتا ہے۔ یہ شکایت موصول ہو رہی ہے۔ کہ وہ پہلے ایک گاؤں میں جاتے اور وہاں سے غلہ برتن اور کپڑے وغیرہ اکٹھے کرتے ہیں۔ اور پھر راتوں رات غائب ہو کر کسی دوسرے گاؤں میں چلے جاتے ہیں۔ اور وہاں سے برتن کپڑے اور غلہ وغیرہ اکٹھا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور عذر یہ کرتے ہیں۔ کہ فلاں گاؤں کی زمین اچھی نہیں۔ اس لئے ہم وہاں نہیں رہے۔ گویا لوگوں نے تو ان پر رحم کھا کر انہیں غلہ کپڑے اور برتن وغیرہ دیئے۔ اور انہوں نے یہ طریق اختیار کر لیا۔ کہ پہلے ایک جگہ سے برتن اور کپڑے وغیرہ لئے۔ پھر دوسری جگہ گئے۔ اور وہاں سے لئے اس کے بعد تیسری جگہ چل دیئے۔ اور وہاں سے برتن کپڑے اور غلہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ گویا ظاہر تو وہ یہ کرتے ہیں۔ کہ ہمیں جگہ پسند نہیں۔ اور اصل میں برتن اور غلہ جمع کرتے پھرتے ہیں۔ مجھے شکایات موصول ہوئی ہیں۔ کہ ایسا بعض جگہ احمدیوں نے بھی کیا۔ یہ حالت نہایت ہی افسوسناک ہے۔ اور تباہی ہے کہ ہماری جماعت کے بعض افراد نے اپنے قلوب میں

ذرا بھی تغیر

پیدا نہیں کیا۔ حالانکہ جس شخص کا سارا مال چلا گیا ہو۔ اس کے دل سے تو دنیا کی حرص بالکل مٹ جانی چاہیئے۔ اور اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جو کچھ ہے اللہ تعالےٰ کا ہے۔ میرا کسی چیز پر حق نہیں۔ اور اس کے اندر عزت نفس اور خودداری کا احساس پیدا ہونا چاہیئے۔ یہ احساس اگر تمہارے دلوں میں پیدا ہو چکا ہوتا۔ تو میں سمجھتا کہ موجودہ فتنہ سے تم نے فائدہ اٹھایا ہے لیکن جب ابھی تمہارے دلوں میں کوئی احساس ہی پیدا نہیں ہوا۔ تو تم آئندہ ابتلاؤں سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہو۔ یہ امر یاد رکھو کہ جب تک یہ باتیں دور نہیں ہونگی۔ تم خدا تعالےٰ کی سچی جماعت میں شمار نہیں ہو سکوگے۔ جب خدا تعالےٰ نے دنیا میں اپنی ایک جماعت بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور تم اس دعوے کے ساتھ آگے آئے ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کی جماعت بن کر دکھائیں گے۔ تو لازمی بات ہے کہ خدا تعالےٰ تمہیں اپنی حقیقی جماعت بنانے کے لئے اسی طرح رگڑ دے گا۔ اور بار بار رگڑ دے گا۔ جس طرح نگینہ ساز پتھر کو انگوٹھی میں لگانے کے لئے بار بار گھستا اور رگڑتا ہے۔ جب کوئی پتھر انگوٹھی کا نگینہ بننے کے لئے لایا جاتا ہے۔ تو ہر شخص جانتا ہے ماہر فن اسے رگڑتا اور بار بار رگڑتا ہے۔ وہ اسے گھستا اور بار بار گھستا ہے۔ اور اس کا رگڑنا اور گھسنا اس وقت تک ختم نہیں ہوتا۔ جب تک پتھر انگوٹھی کے مطابق نہیں بن جاتا۔ اگر کوئی شخص اس پتھر کو دیکھ کر کہے کہ اسے رگڑا کیوں جاتا ہے۔ تو یہ اسکی

حماقت اور نادانی

ہوگی۔ جب وہ پتھر اسی غرض کے لئے لایا گیا ہے کہ وہ انگوٹھی کا نگینہ بنے تو یہ کہنا کہ اسے رگڑا کیوں جاتا ہے حماقت ہے۔ وہ ضرور رگڑا جائیگا اور اس لئے رگڑا جائے گا۔ کہ وہ انگوٹھی میں فٹ آسکے۔ اسی طرح تم نے اپنے آپ کو احمدیت کی انگوٹھی کا نگینہ بننے کے لئے پیش کیا ہے۔ اگر تم خود انگوٹھی کے مطابق ہو جاؤ۔ تو اللہ تعالےٰ تمہیں رگڑنا بند کر دیگا۔ بلکہ اس ابتلا کے بعد ہی تم اپنی درستی کر لیتے۔ تو خدا تعالےٰ تمہیں مزید رگڑنا بند کر دیتا۔ لیکن جبکہ ابھی تک تم نے اپنی اصلاح نہیں کی۔ تو خدا تعالےٰ تم کو رگڑنا کیوں بند کرے۔ جو پتھر کسی انگوٹھی کے نگینہ کے لئے لایا جاتا ہے۔ وہ اس وقت تک برابر رگڑا جاتا ہے۔ جب تک وہ انگوٹھی کے مطابق شکل اختیار نہیں کر لیتا۔ اور جب وہ اس کے مطابق شکل اختیار کر لیتا ہے۔ تو صناع اسے رگڑنا فوراً بند کر دیتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کوئی نگینہ ساز یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ پتھر بڑا ہو اور نگینہ کے قابل نہ ہو۔ اسی طرح کوئی نگینہ ساز یہ امر بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ پتھر

رگھستے رگھستے

بالکل چھوٹا ہو جائے۔ وہ بے شک رگڑتا ہے۔ مگر اسی وقت تک جب تک وہ انگوٹھی کے قابل نہیں بنتا۔ جب وہ اس کے مطابق ہیئت اختیار کر لیتا ہے۔ تو اس کا رگڑنا بھی بند کر دیا جاتا ہے۔ بہرحال جب تک پتھر انگوٹھی کے مطابق نہیں بنتا۔ نگینہ ساز اسے ضرور رگڑتا ہے۔ اور وہ رگڑتا ضرورت کے مطابق ہے۔ کیونکہ اسے یہ بھی ڈر ہوتا ہے کہ اگر میں نے اسے زیادہ رگڑا تو نگینہ ڈھیلا ہو جائے گا۔ اور جس مقصد کے لئے اسے رگڑا جاتا ہے۔ وہ پورا نہ ہوگا۔ ماہر فن ہمیشہ اتنا ہی رگڑتا ہے۔ جتنا اسے فٹ کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کی طرف سے ابتلا محض اس لئے آتے ہیں۔ کہ

لوگوں کے قلوب

کی اصلاح ہو جائے۔ اگر وہ ابتلاؤں میں اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق ہیئت اختیار کر لیں۔ تو اللہ تعالےٰ انہیں زیادہ نہیں رگڑتا کیونکہ پھر اور رگڑنا بیوقوفی ہو جاتی ہے۔ اور جس پتھر کو زیادہ گھسا جاتا ہے۔ وہ انگوٹھی میں فٹ نہیں آتا۔ بلکہ ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ پس ان ابتلاؤں سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اپنے قلوب کی اصلاح کرو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ذالک تقدیر العزیز الرحیم۔ اگر تم ان ابتلاؤں سے فائدہ اٹھاؤ گے تو یاد رکھو۔ گو ہم نے تم پر ایک ابتلا نازل کیا ہے۔ لیکن ہمارا منشا یہ ہے۔ کہ ہم اس کے بعد تم پر اپنی رحمت نازل کریں۔ کیونکہ ہم نے تم کو مارنے کے لئے یہ ابتلا نازل نہیں کیا۔ ہم نے تم کو تباہ کرنے کے لئے یہ ابتلا نازل نہیں کیا۔ ہم نے تم کو دکھ دینے کے لئے یہ ابتلا نازل نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے محض اس لئے یہ ابتلا نازل کیا ہے۔ کہ ہمارے

قانون قدرت

میں یہ بات موجود تھی۔ کہ تم پر ابتلا نازل کریں۔ صرف اس کے ساتھ ہم نے اپنی رحمت کو ملا دیا ہے۔ گویا قانون قدرت بھی ہم نے پورا کر دیا۔ اور تمہارے ساتھ اپنی رحمت کا سلوک بھی کر دیا۔ اور اس طرح دونوں کو مخلوط کر دیا۔ ایک طرف ہم نے اپنا قانون پورا کر دیا ہے۔ اور دوسری طرف ہم نے تمہاری ترقی کی ایسی بنیادیں رکھ دی ہیں۔ کہ اگر تم خواہ مخواہ ہماری مخالفت نہ کرو تو اس ابتلا کو ہم تمہارے لئے ابتلاء رحمت بنا دیں گے۔ اور تمہاری ترقی کے سامان پیدا کر دینگے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر

امراء و سیکرٹریان جماعتہائے مغربی پاکستان

کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ فوری طور پر دفتر نظارت آبادی جودھامل بلڈنگ لاہور میں مندرجہ ذیل اطلاعات بہم پہنچائیں:۔ (۱) ان کے حلقہ میں کس کس مقام میں اور کتنی مقدار میں زمین موجود ہے۔ جس میں مہاجر زمیندار احباب کو بسانے کی گنجائش ہے۔ (۲) آپ کے حلقہ میں زمیندار احباب کے علاوہ اور کس پیشہ اور کام کے افراد کو آباد کرنے کی گنجائش ہے۔ اور کتنے افراد کی گنجائش ہے۔ (۳) ہر حلقہ میں کون کونسے بارسوخ اور مستعد کارکن ہیں۔ جن کی خدمات سے اس موقعہ پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس بارہ میں تاخیر و تساہل نہایت ہی گراں نقصان دہ ہوگا۔ اس لئے جلدی جواب سے مطلع فرماویں۔

(شریف احمد امینی)

ایک ایک ہور اعلیٰ درجہ کی تبدیلی پیدا کرے میں نے ابھی کہا تھا کہ میں بتاؤں گا۔ کہ

جماعت کی مالی قربانی

بھی اتنی نہیں۔ بلکہ اس کے قریب بھی نہیں۔ جسے قربانی کہا جاسکے۔ یہ کتنے نازک دن ہیں۔ اور کتنی مشکلات ہمارے سلسلہ پر آئی ہوئی ہیں۔ لنگر کا خرچ پہلے پانچ چھ سو روپیہ ماہوار ہوا کرتا تھا مگر اب بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ قادیان میں جو لوگ حفاظت کیلئے بیٹھے ہیں۔ وہ کوئی ایسا کام نہیں کر رہے۔ جو آمد پیدا کرنے والا ہو۔ ایک دوکاندار وہاں حفاظت مرکز کیلئے بیٹھا ہے۔ مگر اس کی دوکان کوئی نہیں۔ اسی طرح زمیندار وہاں حفاظت مرکز کے لئے بیٹھا ہے۔ مگر اس کی زمین کوئی نہیں۔ وہاں اس وقت ہمارا دو ہزار آدمی لنگر سے کھانا کھا رہا ہے تم خود ہی سمجھ لو۔ کہ اگر بہت ہی کفایت سے خرچ کیا جائے۔ تب بھی پندرہ بیس ہزار روپیہ ماہوار آج کل قادیان کے لنگر کا خرچ ہو رہا ہے۔ حالانکہ پہلے یہ خرچ صرف پانچسو تھا۔ گویا چودہ یا ساڑھے چودہ ہزار روپیہ ماہوار زیادہ خرچ ہو رہا ہے یہاں بھی اوسطاً بیس پچیس ہزار روپیہ ماہوار کا خرچ ہے۔ کیونکہ باہر سے لوگ کثرت سے آئے ہوئے ہیں۔ یہ

۳۴-۳۵ ہزار روپیہ

ماہوار خرچ ایسا ہے۔ جس میں سے ایک پیسہ بھی پہلے خرچ نہیں ہوا کرتا تھا۔ گویا سال بھر کے لئے پانچ لاکھ روپیہ ہمیں محض اس ایک مد کیلئے چاہیئے۔ یہ حالات ایسے ہیں۔ کہ ان کو دیکھتے ہوئے جماعتوں کو چاہیئے تھا۔ کہ فوراً جیسے میں نے تحریک کی تھی۔ پچاس فیصدی چندہ دینا شروع کر دیتیں۔ اور سال بھر یا چھ ماہ کے لئے یہ بوجھ اٹھاتیں۔ اور اگر وہ پچاس فی صدی دینے کی توفیق نہیں رکھتی تھیں۔ تو چالیس فی صدی چندہ دے دیتیں۔ چالیس فی صدی دینے کی توفیق نہیں رکھتی تھیں۔ تو ۳۳ فی صدی دے دیتیں۔ ۳۳ فی صدی دینے کی توفیق نہیں رکھتی تھیں۔ تو ۲۵ فی صدی دے دیتیں۔ ۲۵ فی صدی دینے کی توفیق نہیں رکھتی تھیں۔ تو ۲۰ فی صدی دے دیتیں۔ ۲۰ فی صدی دینے کی توفیق نہیں رکھتی تھیں۔ تو ۱۵ فی صدی دے دیتیں۔ غرض کوئی تغیر تو اپنے چندوں میں کرتیں۔ مگر انہوں نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا۔ میرے سامنے پھر لاہور کی مثال آجاتی ہے کل

لاہور کی جماعت

سے چندہ کی فہرست میں نے منگوائی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بجٹ کے رو سے لاہور کی جماعت کا چندہ تین ہزار آٹھ سو روپیہ ماہوار ہونا چاہیئے۔ میں نے لاہور کی جماعت کے چندہ کا حساب لگایا ہے۔ اور پرسوں جب آپ لوگ مجھے ملیں گے۔ تو میں بتاؤں گا۔ کہ آپ لوگوں کا کتنا چندہ ہونا چاہیئے آپ لوگوں میں سے جو کمانے والے افراد ہیں۔ اُن

کی تعداد یہاں چھ سو سے اوپر ہے۔ اٹھارہ سے پچپن سال تک کی عمر کے لوگ آپ ہیں ۶۲۰ ہیں اور اگر ان لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے جو ۵۵ سال سے اوپر کے ہیں تو یہ تعداد چھ سو سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ ان سارے افراد کی

مکمل لسٹ

میرے پاس آنی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی ہر شخص کی ماہوار آمدن درج ہونی چاہیئے۔ لاہور میں چپڑاسی کی تنخواہ بھی چالیس روپیہ سے کم نہیں۔ اور لاہور کے بہت سے افراد ایسے ہیں۔ جن کی ماہوار آمدنیں ایک ہزار یا ایک ہزار سے بھی زائد ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی بھی کافی تعداد ہے۔ جن کی پانچسو روپیہ ماہوار آمد ہے۔ اگر چالیس روپیہ تنخواہ لینے والوں کو اور اسی طرح زیادہ تنخواہ لینے والوں کو ملا کر ایک سو روپیہ اوسط رکھی جائے۔ تب بھی لاہور کی جماعت کی کم سے کم آمد ساٹھ ہزار روپیہ ماہوار ہے۔ تحریک جدید۔ حفاظت مرکز اور مرکز پاکستان کے متعلق چندوں کی جو تحریکات ہیں۔ اگر ان میں جماعت لاہور کا پانچ ہزار روپیہ ماہوار سمجھ لیا جائے۔ اور دس فی صدی کے لحاظ سے وہ چھ ہزار روپیہ چندہ عام دیں۔ تب بھی گیارہ ہزار روپیہ ماہوار اُن کی طرف سے آنا چاہیئے۔ گویا اگر وہ کوئی خاص تغیر اپنے اندر پیدا نہ کریں صرف دس فی صدی چندہ دیں۔ اور اس طرح تحریک جدید وغیرہ کے چندے ادا کریں تو

گیارہ ہزار روپیہ ماہوار

ان کا چندہ ہونا چاہیئے۔ لیکن آپ لوگ حیران ہوں گے۔ اور لاہور والے شاید خود اس پر تعجب کریں مگر یہ ہے بالکل درست کہ آپ لوگوں کا اپنا لکھوایا ہوا ماہوار چندہ ۳۸۰۰ روپیہ ہے۔ آپ کی اقل ترین قربانی تحریک جدید۔ حفاظت مرکز اور مرکز پاکستان کے چندوں کو ملا کر اور پھر دس فی صدی کے حساب سے ہنگامی چندہ لگا کر گیارہ ہزار روپیہ ماہوار بنتی ہے۔ لیکن آپ لوگوں نے اس مصیبت اور آفت کے زمانہ میں جبکہ سلسلہ پر مالی لحاظ سے سخت تکلیف کا وقت آیا ہوا ہے اس مہینہ میں صرف بائیس سو روپیہ چندہ دیا ہے حالانکہ لاہور کی جماعت کے کئی افراد ایسے ہیں۔ کہ اگر وہ پچاس فی صدی کے لحاظ سے چندہ ادا کریں۔ تو پانچسو سے زیادہ اُن میں سے ایک ایک شخص چندہ دے سکتا ہے۔ مگر چھ سو کی جماعت نے کل چندہ بائیس سو روپیہ دیا ہے۔ اور یہ صرف چھ سو کمانے والے افراد ہیں۔ اگر عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں سب کو شامل کر لیا جائے۔ تو فی کس جماعت لاہور نے

صرف تین آنے چندہ

دیا ہے۔ اور پھر آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اتنا چندہ دے کر آپ لوگوں نے حاتم طائی کی قبر پر لات ماری ہے۔ اور اگر عورتوں اور بچوں کو نکال کر صرف کمانے والے افراد رکھے جائیں۔ تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ آپ لوگوں نے ۱۲ آنے فی کس چندہ دیا ہے۔ گویا آپ لوگوں نے

کمانے والوں کی اوسط آمدن بارہ روپیہ ماہوار ہے۔ اور اسی بارہ روپیہ میں آپ لوگ اپنے پانچ پانچ سات سات افراد کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ مکان کا کرایہ وغیرہ ادا کرتے ہیں۔ ہمیں تو یہاں کلرکوں کی ضرورت تھی۔ اگر بارہ روپیہ اور اوپر یہاں لوگ کام کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ تو ہم تو بڑی آسانی کے ساتھ دس بارہ کلرک رکھ سکتے ہیں۔ پھر اس وقت جب ابھی جماعت پر مصائب اور مشکلات نہیں آئے۔ تو آپ لوگوں کا اپنا چندہ اقرار تھا۔ اس کے لحاظ سے بھی سے اب تک جماعت لاہور کے چندوں میں

دس ہزار کی کمی

ہے۔ اور پھر اس میں ابھی تحریک جدید شامل نہیں۔ حفاظت مرکز شامل نہیں۔ مرکز پاکستان کا چندہ شامل نہیں۔ اگر ان کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو تیس ہزار روپے کی کمی ہے۔ جو گذشتہ چھ ماہ میں واقعہ ہوئی ہے۔ اگر ایک مرکزی جماعت۔ ایک شہری جماعت جس کا ہر فرد تعلیمیافتہ ہے۔ اور جہاں کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اور جہاں کا ہر شخص لیگ وغیرہ کے نعرے سنتا اور اُن کا جوش و خروش دیکھتا رہتا ہے۔ اُس جماعت کے لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا ۱/۱۰۰ حصہ ادا کرتے ہیں۔ تو دوسروں کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ مجھے گذشتہ دنوں یہاں کے امیر صاحب نے کہا۔ کہ آپ یہ تو دیکھیں کہ جماعت لاہور کے ۸۵ فی صدی لوگ ملازم ہیں۔ اگر یہ ۸۵ فی صدی لوگ ملازمت چھوڑ کر حفاظت مرکز کے لئے چلے جائیں۔ تو چندے بند ہو جائیں۔ اور سلسلہ پر مالی لحاظ سے سخت بوجھ پڑ جائے۔ لیکن جب مالی قربانی دیکھی گئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جماعت لاہور اپنی ذمہ داری کا صرف ۱/۵ حصہ ادا کر رہی ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اگر یہاں کی ساری جماعت حفاظت مرکز کے لئے چلی جاتی۔ اور صرف چار آدمی صحیح طور پر چندہ دینے والے ہوتے تو جماعت لاہور کے موجودہ چندہ میں کوئی کمی واقعہ نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر صرف چار شخص یہاں رہ جاتے جن کی بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ سو روپیہ آمد ہوتی۔ اور وہ اخلاص سے پچاس فی صدی چندہ دیتے۔ تو بائیس سو روپیہ صرف چار آدمی کی طرف سے آسکتا تھا۔ مگر

اب یہ حالت ہے

کہ ساری جماعت نے بائیس سو روپیہ چندہ دیا ہے۔ حالانکہ اگر چھ سو میں سے ۵۹۶ قادیان کی حفاظت کے لئے چلے جاتے۔ اُن کی ملازمتیں جاتی رہتیں۔ اور اُن کے چندے بند ہو جاتے۔ تب بھی چار آدمی جن کی ۱۲-۱۳ سو روپیہ ماہوار آمد ہوتی پچاس فی صدی کے حساب سے چندہ دے کر اس کمی کو پورا کر سکتے تھے۔ بلکہ ہو سکتا تھا۔ کہ وہ کچھ زیادہ قربانی کر کے اس سے بھی زیادہ چندہ دیتے۔ کیونکہ

میری تحریک یہ ہے

کہ سلسلہ کی موجودہ مشکلات میں ہر شخص کو زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہیئے۔ اگر وہ پچاس فی صدی سے بھی زیادہ دے سکتا ہے۔ تو اُسے زیادہ دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی چاہیئے۔ اور خدمت دین کے اس اہم موقعہ کو غفلت میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ پچھلے دنوں اگر یہاں کے [illegible] سے افراد حفاظت مرکز کے لئے چلے جاتے۔ تب بھی وہ بات [illegible] تھی جو یہاں کے امیر صاحب نے مجھے لکھی۔ کہ آپ یہ تو سوچیں۔ کہ یہاں کے سب لوگ ملازمت پیشہ ہیں۔ اگر یہ سارے کے سارے چلے جائیں۔ تو چندہ کون دے گا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ سارے کے سارے چلے جاتے۔ اور صرف چار یا پانچ باقی رہ جاتے۔ تو جتنا چندہ لاہور کی جماعت نے اس وقت دیا ہے۔ اتنا چندہ وہ چند اشخاص دے سکتے تھے۔ اور سلسلہ کو مالی لحاظ سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ بلکہ ہو سکتا تھا۔ کہ چندہ بڑھ جائے کیونکہ

اخلاص رکھنے والا انسان

قربانی بھی زیادہ کیا کرتا ہے۔ بہرحال یہاں کی جماعت مجھے بتائے۔ کہ اب وہ کونسا ذریعہ ہے۔ جس سے کام لے کر وہ بتیس چالیس ہزار کی کمی نومبر میں پورا کرے گی اور اگر نومبر میں بتیس چالیس ہزار روپیہ کی ادائیگی کی روح اس میں پیدا ہو سکتی ہے۔ تو کیوں اس چندہ کو چھ ماہ میں تقسیم کر کے اس نے ادا نہ کیا۔ اور سلسلہ کو مالی لحاظ سے نقصان پہنچایا۔ میں نے پچھلے دنوں جب مغرب کے بعد یہاں لاہور کی جماعت کے متعلق تقریر کی۔ تو میں نے چندہ کا اندازہ ایک ہزار روپیہ تک کیا تھا۔ مگر حساب دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جماعت لاہور نے آخری ماہ تک بائیس سو روپیہ چندہ دیا ہے حالانکہ کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو پچاس فی صدی کے حساب سے اکیلے اکیلے پانچ پانچسو روپیہ کی رقم دے سکتے ہیں مگر یہاں کے چھ سو کمانے والے افراد نے کل بائیس سو روپیہ دیا ہے۔ اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ کہ باہر کی جماعتوں کا کیا حال ہوگا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ باہر کی جماعتوں کو مشکلات بھی ہیں۔ کچھ ریلوں کی خرابی کی وجہ سے کچھ ڈاک کے نقصوں کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ بیرونی جماعتوں سے چیک نہیں آ سکتے چندہ بھجوانے میں انہیں بہت سی دقتیں ہیں مگر پھر بھی ہزاروں ہزار میل دور بیٹھے اُن کے اندر قربانی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ وہ یہاں کی جماعت سے بہت زیادہ ہے۔ کلکتہ۔ لکھنؤ اور حیدر آباد وغیرہ کی جماعتوں میں بڑے زور شور سے یہ تحریک جاری ہے۔ کہ ہمیں پچاس فی صدی چندہ دینا چاہیئے۔ اور بعض نے تو بینکوں میں روپیہ جمع کرانا بھی شروع کر دیا ہے۔ صرف ہدایت کا انتظار ہے۔ مگر یہاں کی جماعتوں نے ابھی اس میں حصہ نہیں لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ جن جماعتوں کا چندہ پہنچ رہا ہے۔ وہ بہت کم ہے۔ اور ہماری ماہوار آمدن آٹھ دس اور پندرہ ہزار تک ہے۔ حالانکہ

یہ رقم

قادیان کے لنگر کا خرچ

بھی برداشت نہیں کرسکتی۔ کجا یہ کہ لاہور کے لنگر کا خرچ اس سے چلایا جائے۔ صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کو تنخواہیں دی جائیں۔ تحریک جدید کے کارکنوں کو وظائف دیئے جائیں۔ باہر کے مبلغین کو اخراجات بھجوائے جائیں۔ ہندوستان کے مبلغوں کے اخراجات برداشت کئے جائیں۔ کالجوں سکولوں اور اخباروں کا بوجھ اٹھایا جائے۔ ہمارا خرچ قریباً سوا یا ڈیڑھ لاکھ روپیہ ماہوار تھا۔ مگر اب اوسط ماہوار آمد ۱۵ ہزار کے قریب ہے۔ حالانکہ خرچ بڑھ کر پونے دو لاکھ روپیہ ماہوار تک پہنچ گیا ہے جس نے دو لاکھ خرچ اور پندرہ ہزار آمد ہو۔ تو خود ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ جماعت کی کیا حالت ہوگی۔ دور کے لوگ تو شاید سمجھتے ہوں۔ کہ کوئی

سونے کی کان

نکل آئی ہے۔ جس سے جماعت کا کام چلا رہی ہے مگر کیا لاہور والوں کو نظر نہیں آرہا کہ سلسلہ پر کیا مشکلات ہیں۔ اور ان کی اپنی حالت کیا ہے بجائے اس کے کہ وہ گیارہ بارہ ہزار چندہ دیتے۔ انہوں نے اپنے لکھوائے ہوئے بجٹ سے بھی کم اور بہت کم چندہ دیا ہے حالانکہ اگر وہ دیانتداری سے اپنی آمدنیں لکھوائیں اور پچاس فی صدی کے حساب سے چندہ دیں تو یہاں کی جماعت ہی پچیس چھبیس ہزار روپیہ ماہوار چندہ دے سکتی ہے بشرطیکہ ان کو مشکلات کا احساس ہو۔ اور ویسا ہی احساس ہو جیسے کسی کی بیوی یا کسی کا بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔ یا کسی کے ہاں شادی کی کوئی تقریب آجاتی ہے۔ تو اسے احساس ہوتا ہے۔ بسا اوقات لوگ بیٹوں کی شادی پر اتنا قرض لے لیتے ہیں۔ کہ بیس بیس سال تک قرض ادا کرتے رہتے ہیں کیا

دین پر مصیبت

آنے پر اس وقت ایک مومن کو ایسی ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر قربانی نہیں کرنی چاہیئے۔ یقیناً ایسی ہی قربانی کرنی چاہیئے۔ مگر ضرورت ہے توجہ کی ضرورت ہے اخلاص اور ایمان کی۔ ضرورت ہے جذبۂ ایثار اور قربانی کی۔ باہر کی جماعتوں کا بھی یہی حال ہے۔ بیشک انہیں دقتیں بھی ہیں۔ اور کئی مقامات سے منی آرڈر نہیں آسکتے۔ اور جماعتیں اپنے آدمیوں کے ذریعہ چندہ بھجواتی ہیں مگر پھر بھی ان کی سستی اس وجہ سے ہے۔ کہ انہیں ابھی صحیح حالات معلوم نہیں ہیں۔ اور اس لئے وہ قربانی میں پورے طور پر حصہ نہیں لے رہے بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک دوسرا الہام بھی اس موقعہ پر نہایت خطرناک طریق پر پورا ہوا ہے۔ اور وہ الہام البلیۃ المالیۃ ہے یعنی ایک

خطرناک مالی مصیبت

جماعت کو پیش آنے والی ہے۔ چنانچہ ادھر یہ ابتلا آیا۔ اور ادھر مالی مصیبت بھی ساتھ ہی پیش آگئی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین رکھتے ہیں کہ یہ مصیبت جلد دور ہو جائے گی۔ اور ہماری مشکلات کا دور ختم ہو جائے گا۔ ہمیں اگر

دکھ ہے تو یہ کہ

ہمارے ساتھ چلنے والے بعض لوگ ان مشکلات میں سلسلہ سے نکالے جائیں۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ابتلاء محض اس لئے آیا ہے کہ انہیں جانچا جائے اور ان کا امتحان لیا جائے تو کیا نہ ہو کہ ان میں بے ایمانی پیدا ہو جائے اور انہیں سلسلہ سے الگ ہونا پڑے جس طرح بچے کا رونا ماں کے لئے مصیبت ہوتی ہے۔ اسی طرح پرانے دوستوں کا بچھڑنا اور ان کا الگ ہونا بھی ایک دکھ کا موجب ہوتا ہے۔ مگر یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ ہر شخص جو اپنے اندر ایک تغیر پیدا نہیں کرتا۔ اس سلسلہ سے ضرور نکالا جائے گا۔ میری رشتہ داری یا میری دوستی یا میری مجالس میں آگے بڑھ بڑھ کر بیٹھنا اور باتیں کرنا۔ انہیں ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے۔ تو خدا کی قسم میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں۔ اسی طرح

کون ہے جو

ان دنوں میں سنگدلی سے کام لے۔ جب خدا تعالیٰ کی جماعت مشکلات میں مبتلا ہو۔ اور پھر یہ سمجھ لے۔ کہ میرے ساتھ اس کا کوئی واسطہ یا رشتہ اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لیگا میری رشتہ داری یا میری دوستی کسی کو

الٰہی عذاب

سے بچا نہیں سکتی۔ اگر کوئی غلط راستہ پر قدم مارتا ہے۔ تو وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ ہاں ہم یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے ضرور پورے کرینگے اور وہ اپنی جماعت کو ان بلاؤں کے طوفان میں ضرور محفوظ رکھے گا۔ ہمارے لئے جو سوال ہے۔ وہ یہ نہیں کہ خدا اپنی جماعت کو بچائے گا یا نہیں۔ ہمارے لئے جو سوال اہمیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے دوست اور عزیز اس کے عذاب سے بچ جائیں۔ ورنہ خدا اپنی جماعت کو بچانے پر قادر ہے۔ اور وہ ضرور اس کی حفاظت کرے گا ہمیں اس کا فکر نہیں۔ ہمیں فکر ہے۔ تو یہ کہ ہمارے دوست اور ہمارے عزیز اور ہمارے واقف اپنی غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور ایمان سے بہرہ ور ہوکر ہمیں مرتدوں اور بے ایمانوں میں شامل نہ ہو جائیں۔

اطلاع دیں

قادیان کے دوست جہاں جہاں آباد ہوئے ہوں۔ یا جو ابھی لاہور میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے پتوں سے دفتر آبادی کو مطلع کریں۔ نیز گورداسپور کی جماعتیں جہاں جہاں آباد ہوئی ہوں وہ بھی اطلاع دیں۔ (نور الحق)

بیکار نوجوانوں کیلئے نادر موقعہ: لاہور میں اخبار فروخت کرنے کیلئے محنتی اور مستعد نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ معاوضہ نہایت معقول ملے گا۔ بیکار دوستوں کے لئے نادر موقعہ ہے (مینیجر الفضل ۳ میکلیگن روڈ - لاہور)

سندھ ویجیٹیبل آئلز اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ

ملک میں بدامنی کی وجہ سے کمپنی ھذا کے جن حصہ داران کے پتے تبدیل ہو گئے ہیں۔ ان سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے موجودہ پتہ کے متعلق مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل اصحاب فوری توجہ فرماویں (۱) شیخ عطاء اللہ صاحب سرگودھا فوکمپنی قادیان (۲) ملک محمد شفیع صاحب قادیان (۳) ملک گل محمد صاحب قادیان (۴) چوہدری ثناء اللہ صاحب (۵) سعید احمد عالمگیر صاحب (۶) غلام جیلانی خان صاحب پوسٹل کلرک نواں شہر (۷) صفدر جنگ ہمایوں صاحب اوورسیئر جہلم (۸) عبد الغنی صاحب درزی منگیری جاگیردار (۹) خلیل شاہ صاحب سنام پٹیالہ (۱۰) اقبال بیگم اہلیہ سید سعید خالد صاحب قادیان (۱۱) میاں محمد شریف صاحب ٹیلیفون اپریٹر گورداسپور (۱۲) افتخار احمد صاحب محمود حسین بی۔ اے (۱۳) ملک عمر علی صاحب بی۔ اے قادیان (۱۴) محمود احمد صاحب عارف قادیان (۱۵) عبد الحق صاحب شاکر قادیان (۱۶) محمد اقبال صاحب (۱۷) شیخ ابراہیم صاحب سرگودھا (۱۸) شیخ عبد المنان صاحب [illegible] (۱۹) [illegible] (۲۰) [illegible] (۲۱) [illegible] (۲۲) مولوی محمد علی صاحب [illegible] قادیان (۲۳) ڈاکٹر محمد حسین صاحب ریاست میسور (۲۴) اسمٰعیل موسیٰ صاحب [illegible] (۲۵) بابو نذیر احمد صاحب دہلی (۲۶) بابو علی حسین صاحب بریلی (۲۷) محمد ابرار حسین صاحب بریلی (۲۸) حفیظ احمد صاحب کلوا ن نئی دہلی

بہادر الحق ڈائرکٹر دی سندھ ویجیٹیبل آئلز اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ
۱۳ ٹمپل روڈ - لاہور